حواء علیہا السلام کی تخلیق

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

کلام الٰہی کے مفاہیم و معانی میں سلف صالحین کا اتباع ضروری ہے۔قرآن فہمی میں خود رائے زنی کرنا ضلالت ہے۔قرآن کریم کو اپنی آرا کا نشانہ بنانے والے سلف صالحین کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔سیدہ حواء علیہا السلام کے بارے میں بعض اہل علم سے تسامح ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حواء علیہا السلام کی تخلیق سیدنا آدم علیہ السلام سے نہیں ہوئی۔یہ نظریہ محمد بن بحر اصبہانی ابو مسلم معتزلی (۲۵۴۔۳۲۲ھ) کا ہے۔لگتا ہے کہ یہی اس نظریہ کا بانی ہے۔دور حاضر کے مفسرین میں سے محمد رشید رضا (۱۲۸۲۔۱۳۵۴ھ) ''تفسیر المنار'' (۸/ ۳۸) احمد بن مصطفیٰ (۱۳۷۱ھ) ''تفسیر المراغی'' (۸/ ۱۱۹) وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ روایت کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی پسلی سے ہوئی ہے، توریت کی ہے۔بعض حدیثی روایتیں، جو اس مضمون کی مروی ہوئی ہیں، ان میں سے کوئی ایسی نہیں ہے، جسے قطعی صحت کا درجہ حاصل ہو اور قرآن مجید نے اس سلسلہ میں سورۃ النساء اور سورۃ الاعراف میں جو کچھ کہا ہے، اس کی تعبیر اور طریقوں سے بھی ہو سکتی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۷۷)

ان کے رد و جواب میں مفتی تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں:

''یہاں فاضل مصنف سے سخت تسامح ہوا ہے۔یہ روایت صحیح بخاری و مسلم

دونوں میں مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ اگر صحیح احادیث حجت ہیں، تو اسی صحیح اور قوی الاسناد حدیث کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے؟ قرآن کریم نے سورۃ النساء اور سورۃ الاعراف میں جو کچھ فرمایا ہے، اس کی اور تعبیریں ہو تو سکتی ہیں، مگر ظاہر، متبادر اور مقبول عام تعبیر تو یہی ہے کہ حضرت حواء کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا ہم بالکل نہیں سمجھ پائے کہ مولانا نے اس روایت کی تردید کی کیا ضرورت محسوس فرمائی۔'' (تبصرے، ص:۱۸۲)

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''اس جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اس کی تفصیلی کیفیت ہمارے علم میں نہیں ہے۔ عام طور پر جو بات اہل تفسیر بیان کرتے ہیں اور جو بائبل میں بھی بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ آدم کی پسلی سے ہوا کو پیدا کیا گیا۔ تلمود میں اور زیادہ تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب کی تیرہویں پسلی سے پیدا کیا گیا تھا، لیکن کتاب اللہ اس بارے میں خاموش ہے اور جو حدیث اس کی تائید میں پیش کی جاتی ہے، اس کا مفہوم وہ نہیں ہے، جو لوگوں نے سمجھا ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ بات کو اسی طرح مجمل رہنے دیا جائے، جس طرح اللہ نے اسے مجمل رکھا ہے اور اس کی تفصیلی کیفیت متعین کرنے میں وقت نہ ضائع کیا جائے۔'' (تفہیم القرآن:۱/۳۱۹۔۳۲۰)

مودودی صاحب کی رائے انتہا پسندی پر مبنی ہے، اس باب میں واردشدہ احادیث واضح ہیں۔ اہل سنت کے مشہور مفسر امام طبری اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ کا یہی معنی بیان کیا ہے کہ حواء علیہا السلام کو سیدنا آدم علیہ السلام کی

پسلی سے پیدا کیا گیا، علامہ فخر رازی نے اس قول کو قوی قرار دے کر لکھا ہے:

هُوَالَّذِي عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ .

''اکثر مفسرین یہی کہتے ہیں۔''

(تفسير الرّازي : ٤٧٧/٩)

اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابی کریمہ، سدی رحمہ اللہ (م: ۱۲۷ھ) فرماتے ہیں:

خَلَقَهَا اللّٰهُ مَنْ ضِلَعِهِ .

''اللہ تعالیٰ نے حواء کو سیدنا آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا۔''

(تفسير الطّبري : ٣٤١/٦، وسندهٗ حسنٌ)

نیز فرماتے ہیں:

خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا، جَعَلَ مِنْ آدَمَ حَوَّاءَ .

'''ان سے ان کی بیوی پیدا کی' اس کا معنی یہ ہے کہ حواء کو آدم سے پیدا کیا۔''

(تفسير الطّبري : ٣٤٢/١، وسندهٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَعْلُومٌ أَنَّ النَّفْسَ الْوَاحِدَةَ الَّتِي خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا هُوَ آدَمُ وَحَوَّاءُ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعِ آدَمَ الْقُصَيرَاءَ، مِنْ جَسَدِهِ خُلِقَتْ لَمْ تُخْلَقْ مِنْ رُّوحِهِ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ الْوَحْدَةَ .

''یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وہ اکیلی جان، جس سے اس کی زوجہ پیدا کی گئیں، آدم علیہ السلام ہیں۔ حواء علیہا السلام آدم علیہ السلام کے جسم کی نچلی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ جسم سے پیدا کی گئی ہیں، روح سے نہیں کہ کوئی کہنے والا انہیں ایک ہی

کہنے لگے۔''

(بَيان تِلبيس الجهميه في تاسيس بدعهم الكلامية : ١٦٥/٣)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حواء علیہا السلام کو مٹی سے پیدا کرنے پر قادر ہے، تو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کرنے کا کیا فائدہ؟ ﴿مِنْهَا﴾ سے مراد ہے کہ انہیں الگ جنس سے پیدا کیا گیا۔ اگر ان کی بات تسلیم کی جائے، تو اس سے لازم آئے گا کہ انسانی تخلیق دو جانوں سے ہوئی۔ یہ نص قرآنی کے خلاف ہے، قرآن کے مطابق سیدنا آدم علیہ السلام سے اول تو حواء کو (ان کی پسلی) سے پیدا کیا گیا، پھر ان دونوں سے تمام مرد اور عورتوں کو پیدا کیا گیا۔ حواء علیہا السلام کا واقعہ خاص ہے، جبکہ دوسرے انسانوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا﴾

(الرّوم : ٢١)

''اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے آپ کی تسکین کے لئے آپ کی جنس سے آپ کی بیویاں پیدا کیں۔''

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ : خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ جِنْسِكُمْ إِنَاثًا يَّكُنَّ لَكُمْ أَزْوَاجًا .

''مطلب تمہاری جنس سے مونث پیدا کیں۔ تاکہ وہ آپ کا جوڑا بن سکیں۔''

(تفسير ابن كثير : ٣٠٩/٦)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے تخلیق فرمایا، حواء علیہا السلام کو ان کی پسلی سے نکالا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں ظاہر فرماتے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ ﴿خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ یہ ﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ (الانبیاء: ۳۷) کی قبیل سے ہے، ان کی بات درست نہیں کیوں

کہ ﴿مِنْ عَجَلٍ﴾ کی تفسیر دوسری آیت سے ہوتی ہے : ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾ (الاسراء:۱۱) مطلب انسان بعض امور میں جلد باز ثابت ہوا ہے، ''من'' بمعنی ''علی'' ہے۔

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ .

''عورتوں کے ساتھ انتہا درجے کی بھلائی کریں، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور اوپر والی پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھ پن ہوتا ہے، اسے سیدھا کرنے بیٹھو گے، تو توڑ دو گے، اپنے حال پہ چھوڑ دو گے، تو ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا عورتوں سے کمال کی خیر خواہی کیجئے۔''

(صحيح البخاري : ۳۳۳۱، صحيح مسلم : ١٤٦٨)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى حُجَّتِهِ .

''اس حدیث کے حجت ہونے پر اتفاق ہے۔'' (شرح السُّنّة : ۲۳۳۲)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمَرْأَةَ كَالضِّلَعِ، إِذَا ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ .

''عورت پسلی کی طرح ہے، اسے سیدھا کرنے لگو گے، تو توڑ بیٹھو گے۔ آپ

اسے اپنے حالت پہ چھوڑ دیجئے اور ٹیڑھ پن کے ساتھ ہی اس سے فائدہ اٹھاتے رہیے۔''

(صحيح مسلم : ٦٥/١٤٦٨، مسند الحميدي : ١٢٠٢، مسند الإمام أحمد : ٤٤٩/٢)

ان احادیث میں اشارہ ہے کہ حواء علیہا السلام سیدنا آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔

حواء علیہا السلام حقیقت میں آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ البتہ یہ دوسری عورتوں کے لیے بطور تمثیل، استعارہ اور تشبیہ کے مستعمل ہے۔ کیونکہ پہلی عورت کی پیدائش پسلی سے ہوئی، تو استعارۃً بعد والی عورتوں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ پسلی سے تخلیق ہوئی ہیں۔

تنبیہ:

ملا علی قاری حنفی (مرقاۃ المفاتیح: ۲۶۰/۳) دور حاضر میں ناصر السنۃ علامہ البانی رحمہ اللہ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ : ۶۴۹۹) علامہ شعیب الارنووط رحمہ اللہ (تحقیق صحیح ابن حبان : ۹۱۷۸) کہتے ہیں کہ مِنْ ضِلَعٍ میں استعارہ تمثیل اور تشبیہ ہے، حقیقت مراد نہیں، کیونکہ صحیح بخاری (۵۱۸۴) اور صحیح مسلم (۱۴۶۸) میں اَلْمَرْأَۃُ کَالضِّلَعِ کے الفاظ ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح مسلم کے الفاظ :فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ ''(حقیقت میں پہلی) عورت کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے۔'' ان علمائے کرام کے نظریہ کی تردید کرتے ہیں، اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ درحقیقت عورت کی جدہ سیدہ حواء علیہا السلام پسلی سے پیدا ہوئی ہیں، اس لئے عورت کے مزاج میں ٹیڑھ پن ہے، لہٰذا عام عورت کی بات ہوئی تو کہہ دیا گیا کہ یہ ٹیڑھی پسلی کی مانند ہے۔ سیدہ حواء علیہا السلام کی بات ہوئی تو صاف الفاظ میں سمجھا دیا گیا کہ انہیں پیدا ہی پسلی سے کیا گیا ہے۔